امانتداری ، ایمان کی بنیادی کسوٹی

اگر کسی کے پاس 10 درہم ہوتے، ان میں سے ایک کے بارے میں شک ہوتا تو وہ باقی 9 سے بھی دستبردار ہو جاتا کہ معاملہ مشکوک ہو گیا ہے

نبی اکرم ﷺ نے دیانت داری کو ایمان کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اسلام کا تصورِ امانت اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کے جن احکامات کا انسان کو مکلّف بنایا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ انسان کو علم وفہم سے نوازا، سمع وبصارت اور گویائی کی قوت عطا فرمائی، بہترین اعضا وجوارح ودیعت فرمائے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ حکومت، اداروں، کمپنیوں اور تنظیموں کے عہدے اور منصب اور ہر طرح کی ذمہ داریاں بھی امانت ہیں اور کسی نے عاریۃً کوئی چیز کسی کے پاس رکھی ہو وہ بھی امانت ہے حتیٰ کہ کسی کا راز اور خفیہ عہد و پیمان بھی امانت ہوتے ہیں۔ ان سب امانتوں کی حفاظت دین وایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ امانت کے اس وسیع تر تناظر میں ہم اس مضمون میں قرآن وسنت کی روشنی میں امانت کی اہمیت پر روشنی ڈالیں گے۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ رہنمائی اور مدد فرمائے، آمین۔

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو امانت دار نہ ہو اس کا کوئی ایمان نہیں۔''

سچائی، ایمان داری اور عہد کی پاس داری بنیادی انسانی اخلاقیات ہیں جن کو دین اسلام میں بہت ہی اہمیت دی گئی ہے۔ نبی ﷺ نبوت سے قبل اپنے معاشرے میں صادق اور امین مشہور تھے اور دشمن بھی آپ ﷺ کی سچائی اور دیانت داری کی گواہی دیتے تھے حتیٰ کہ جب مشرکینِ مکہ نے قتل کے ارادے سے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا، اس وقت بھی مشرکین کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں اور آپ ﷺ کو ان امانتوں کی اس قدر فکر لاحق تھی کہ ہجرت کے وقت وہ امانتیں حضرت علیؓ کے پاس رکھ کر ان کو یہ ہدایت کی کہ ان کو اہل امانت تک پہنچایا جائے۔ یہ ہے اسوۂ رسول ﷺ کہ جانی دشمنوں کی امانت کی بھی حفاظت کی جائے۔ آج ہمارا کیا حال ہے؟ امانت داری کا احساس ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ بخاری ومسلم کی ایک حدیث کا کچھ حصہ نظرِ قارئین کرتا ہوں جو ہمارے حالات کی عکاسی کرتا ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''امانت لوگوں کے دل میں اتر گئی اور پھر قرآن نازل ہوا تو لوگوں نے قرآن سے امانت کو پہچان لیا۔''

پھر ارشاد فرمایا:

''ایک وقت آئے گا لوگ آپس میں خرید وفروخت کرتے ہوں گے مگر ان میں کوئی امانت ادا کرنے کے قریب بھی نہ پھٹکے گا یہاں تک کہ کہا جائے گا فلاں لوگوں میں ایک آدمی بڑا امانت دار ہے۔''

یعنی دیانتداری اس قدر ناپید ہو جائے گی کہ دور دور تک دیانتدار آدمی کا ملنا مشکل ہو جائے گا، کوئی بھروسے کے لائق نہ رہے گا۔

پھر ارشاد فرمایا:

’’لوگ کہیں گے کہ فلاں آدمی کتنا مضبوط، عقل منداور ہوشیار ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی علم نہیں ہو گا۔‘‘

یعنی کسی کے اچھا انسان ہونے کا فیصلہ جسمانی طاقت اور مالی حیثیت یا عہدے اور منصب کو مدِ نظر رکھ کر کیا جائے گا، ایمان اور دیانت داری کے اوصاف پیمانہ اور معیار نہیں رہیں گے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا زمانہ گزرا ہے کہ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ میں نے کس آدمی سے خرید و فروخت کی بشرطیکہ کہ وہ مسلمان ہوتا اور اگر وہ یہودی یا عیسائی ہوتا تو اس کا کارندہ مجھے میرا حق دلا دے گا یعنی حکومت اور نظامِ انصاف فراہم کرے گا۔ پھر فرماتے ہیں کہ مگر آج کل تو میں صرف فلاں اور فلاں کے ساتھ ہی خرید وفروخت کرتا ہوں۔ امام ابوحنیفہؒ کا واقعہ مشہور ہے کہ کپڑے کے تھان دے کر اپنے نوکر کو بھیجا اور ہدایت کی کہ فلاں تھان کے اندر داغ ہے جس کو بیچو گے اس کو بتا دینا۔ نوکر بھول گیا ، جب مال فروخت کر کے گھر آیا تو امام صاحب نے دریافت کیا، اس نے کہا میں بھول گیا تھا۔ امام صاحب نے کہا یہ سارا مال فقراء اور مساکین پر صدقہ کردو۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ہمارے دور میں اگر کسی کے پاس 10 درہم ہوتے، اُن میں سے ایک کے بارے میں شک ہوتا تو وہ باقی 9 سے بھی دستبردار ہو جاتا تھا کہ معاملہ مشکوک ہو گیا ہے۔ یہ تھی خیر القرون کے مسلمانوں کی دیانت داری۔

مدینے کے مضافات میں ایک تجارتی قافلہ رکا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے ان لوگوں سے ایک جانور خریدا اور اس کی ڈوری پکڑ کر چل پڑے تا کہ گھر سے اس کی قیمت لا کر مالک کو ادا کریں۔ قافلے والوں نے مشورہ کیا کہ اجنبی آدمی ہے، اگر واپس نہ آیا تو کیا کریں گے۔ اسی قافلے میں ایک بوڑھی عورت تھی اُس نے کہا گھبرانے کی ضرورت نہیں میں نے اس شخص کو بغور دیکھا ہے، سچائی اور دیانت داری اس کے چہرے سے عیاں ہے۔

آج ہمارا حال کیا ہے، ہر ایک کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے۔ ایک عورت امام احمد بن حنبلؒ سے سوال کرتی ہے کہ میں سوت کات کر اپنا گزارا کرتی ہوں، رات کو بھی کام کرنا پڑتا ہے، جب چراغ میں تیل ختم ہو جاتا ہے تو میں چاند کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں، جب میں سوت فروخت کروں تو کیا گاہک کو یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ سوت دن کی روشنی اور یہ رات کی چاندنی میں کاتا گیا ہے۔ امام صاحب نے پوچھا کیا اس سوت میں کوئی فرق ہوتا ہے؟ بڑھیا نے کہا ہاں! دن کی روشنی میں جو سوت کاتا جاتا ہے وہ باریک اور اچھا ہوتا ہے، چاند کی روشنی ذرا مدہم ہوتی ہے، اس لئے سوت موٹا رہ جاتا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا تمہارا فرض ہے کہ اتنا فرق بھی گاہک کو بتا دیا کرو۔ معاملات میں اتنی دیانت داری تو ہونی ہی چاہئے۔ قارئین کرام! ذرا اس واقعے پر غور کیجئے۔ ایک عام سی عورت ہے لیکن خوفِ خدا اور پرہیز گاری اس قدر کہ اتنی معمولی سی بات پوچھنے کے لئے وقت کے امام کے پاس آ گئی۔ یہ ہے دیانتداری کی اعلیٰ مثال اور امام صاحب نے جو رہنمائی فرمائی وہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے کہ معمولی عیب بھی چھپا کر لوگوں کو دھوکہ نہ دیا جائے۔

ابنِ سیرینؒ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک بکری کسی کو فروخت کی تو اس سے کہا کہ اس بکری میں ایک خصلت یہ ہے کہ جب اس کے سامنے گھاس وغیرہ ڈالی جائے تو یہ اپنے کھروں سے اس کو مسل دیتی ہے۔ یہ تھی اللہ والوں کی شان۔ آج ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ

دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جھوٹی قسمیں کھا کر چیز کا عیب چھپا کر چیز فروخت کر لیں، نفع کما کر خوش ہو جائیں، آخرت کی جوابدہی کا دل میں احساس ہی نہیں ہوتا۔ آج ہماری برائیوں کی جڑ ہی یہ ہے کہ ہم فکرِ آخرت سے بالکل آزاد ہو گئے ہیں۔ ہر ایک کو مال کمانے کی فکر ہے، آخرت کی فکر بہت کم لوگوں کو ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی فکر نہیں ہوگی کہ اس کا مال کس طریقے سے آ رہا ہے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ خائن لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔''

دوسری جگہ فرمایا:

''تم بددیانت لوگوں کے حمایتی مت بنو۔''

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ تم امانتیں ان لوگوں کے سپرد کرو جو دیانت داری کی اہلیت رکھتے ہوں۔ مال و دولت کسی کے حوالے کرنے ہوں یا کسی کو عہدے و منصب پر بٹھانا ہو، اس کے لئے لازمی شرط یہ ہے کہ آدمی دیانت دار ہو اور آج ہمارا حال کیا ہے، عہدے اور منصب نااہل اور بددیانت لوگوں کے پاس ہیں اور وہ ملکی وسائل لوٹ رہے ہیں۔ پوری دنیا میں ہماری کرپشن کی کہانیاں زبان زدِ عام ہیں حتیٰ کہ صدر اور وزیرِ اعظم اور حکومت کے اہم عہدے داران سبھی اس حمام میں ننگے ہو گئے ہیں۔ بینکوں سے قرض لے کر معاف کرانا انتہا درجے کی بددیانتی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس نے قرض لیا اور دینے کی نیت ہی نہ تھی، وہ دراصل چور ہے۔''

کھانے، پینے کی اشیا میں ملاوٹ، دوائیوں میں ملاوٹ، زیور اور فرنیچر میں ملاوٹ، کیا یہی اسلام اور مسلمانی ہے یا ہم اپنے دین سے منحرف ہو چکے ہیں؟ دوائیوں اور اشیائے خورونوش میں ملاوٹ کرنے والے انسانوں کی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں فکرِ آخرت یا ایمان کی کوئی بھی رمق باقی ہے یا ان کا دین و ایمان صرف مال جمع کرنا ہے۔ نبی ﷺ ایک دکان میں داخل ہوئے، دکان دار کے غلے میں ہاتھ ڈالا، اندر غلہ گیلا تھا اوپر خشک رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

یہ تو معمولی سی بات ہے جس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں، یعنی ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ایسا نہیں کرتا۔ ہماری دیانت داری کا حال یہ ہے کہ ہم جعلی تعلیمی اسناد حاصل کر کے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچ جاتے ہیں اور پھر بددیانتیوں کے عالمی ریکارڈ قائم کرتے ہیں حتیٰ کہ وزارتِ حج جیسے خالص مذہبی منصب والے بھی بددیانت اور خائن بن چکے ہیں نب، ی ﷺ نے فرمایا تھا:

''تم یہود و نصاریٰ کی پیروی قدم بہ قدم کرو گے۔''

آج ہمارا یہی حال ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر جو فردِ جرم عائد کر کے ان پر لعنت برسائی تھی، ان میں سے ایک قومی جرم یہ تھا کی وہ خائن اور بددیانت تھے **(المائدہ)**۔

حضرت ابوذرؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ مجھے گورنر نہیں بنائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ابوذر! تم کمزور ہو اور یہ ذمہ داری امانت ہے، یہ قیامت کے دن باعث ذلت اور رسوائی ہوگی البتہ وہ لوگ اس ذلت سے بچ جائیں گے جنہوں نے اس ذمہ داری کو اس کے حقوق کے ساتھ ادا کیا ہوگا اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا ہوگا۔'' (مسلم)۔

حکومتی عہدوں اور مناصب پر تقرری علم و فہم، تقویٰ اور اہلیت کی بنیاد پر ہونی چاہئے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم بھی ہے اور مسلمانوں سے خیر خواہی بھی لیکن آج کل ہماری کس قدر بدقسمتی ہے۔ اقرباپروری اور پارٹی کی بنیاد پر اہل لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی نا اہلوں کو بڑے بڑے منصب دیئے جاتے ہیں۔ دوسری بات اسلام عہدے اور منصب کے طلبگار کو ہی نا اہل قرار دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہمارے اس حکومتی کام پر ہم اس شخص کو حکم نہیں بناتے جو عہدے کی خواہش رکھتا ہو یا اس کو طلب کرتا ہو۔'' (مسلم)۔

معارف القرآن میں مفتی محمد شفیعؒ صاحب لکھتے ہیں:

''جس نے عہدہ اور منصب محض دوستی اور تعلق کی بنیاد پر بغیر اہلیت معلوم کئے کسی کے سپرد کیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے، نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا، نہ نفل اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے اور جس نے قابل اور اہل آدمی کے ہوتے ہوئے عہدہ اور منصب کسی نا اہل کے حوالے کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے خیانت کی۔''